توراۃ کے دس احکام
اور
قرآن کے دس احکام

(حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان بابتہ ماہ جون)

"قرآن کے دس احکام" سے پہلے جو آیتیں سورۂ بنی اسرائیل میں پائی جاتی ہیں انہی کے متعلق "توراۃ کے دس احکام" اور ان کے سابق ولاحق فقرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ذاتی احساسات یا وجدانات کو خاکسار نے اب تک پیش کیا ہے۔

باقی "قرآن کے دس احکام" کے بعد اس سورہ میں جو کچھ ہے تفصیلی بحث اس کی آپ کو قرآن کے مفسرین کی کتابوں میں مل سکتی ہے اور یہ فرض ان ہی لوگوں کا ہے بھی جو قرآن کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے اس مضمون میں صرف بعض اجمالی نقاط نظر کا پیش کرنا دس احکام سے ماقبل کی آیتوں کے متعلق بھی مقصود تھا اور یہی غرض ان دس احکام کی مابعد آیتوں کے متعلق بھی ہے۔

بظاہر مابعد کی ان آیتوں کا تعلق قوم یہود سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ خطاب کا رخ عام ہے لیکن یہودیوں کی تاریخ کا مطالعہ جن لوگوں نے کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک مصر سے جب ان کو نکال لائے اور فلسطین میں آباد ہی ہونے کا نہیں بلکہ ایک قاہرہ حکومت کے قائم کر لینے کا موقعہ بنی اسرائیل کو جب مل گیا تو اپنی حکومت کے مختلف ادوار و قرون میں یہودیوں نے باضابطہ بت پرستی بھی کی ایسی بت پرستی جس میں دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کی بھی پوجا ہوتی تھی۔

بعل جو قدیم بت پرست دنیا کا سب سے زیادہ مشہور دیوتا ہے، سمجھا جاتا تھا کہ عالم محسوسات

کانگڑاں وہی ہے بخت نصر نے جس کا شان دار مندر بابل میں تیار کیا تھا بعض کہتے ہیں کہ بابل کا لفظ اسی بعل ہی کی طرف منسوب ہے شام میں بعلبک کا شہر اسی بعل کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے یہودیوں میں اس دیوتا کو مختلف زمانوں میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی اسرائیلیوں کا بادشاہ اخی اب نامی نے فنیقیوں کے بادشاہ اتبعل کی شہزادی ایزبل سے شادی کی اور ایزبل جو موروثی طور پر بعل کی پوجاریوں میں تھی اس کے مشورے اور حکم سے یہودی بادشاہ اخی اب جیسا کہ کتاب سلاطین میں ہے

بعل کی پرستش کرنے اور اسے سجدہ کرنے لگا اور بعل کے مندر میں جسے اس نے سامریہ میں بنایا تھا بعل کے لیے ایک مذبح تیار کیا۔ سلاطین ۱۶/۳۱

اسی طرح یہودیوں کے بادشاہ منسی کے عہد میں بھی لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے بھی بعلیم کے لئے مذبحے بنائے ...... اور سارے آسمانی لشکر کو سجدہ کیا اور ان کی پرستش کی" تواریخ ۳۳/۳

اسی کتاب میں ہے کہ منسی ہی نے

خداوند کے گھر (ہیکل سلیمان یا مسجد اقصیٰ) جس کی بابت خداوند نے فرمایا تھا کہ میرا نام یروشلم میں ہمیشہ رہے گا مذبحے بنائے اور اس نے خداوند کے گھر کے دونوں صحنوں میں سارے آسمانی لشکر کے لئے مذبحے بنائے" تواریخ ۳۳/۴

اسی یہودی حکمراں منسی کا ذکر کرتے ہوئے بلیکی صاحب نے بائبل کی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس کے عہد میں

بعل کے لئے نہ صرف اونچی جگہیں بنائی گئیں، اور بت تراشے گئے، بلکہ مورتیوں کے وجود سے خود ہیکل (مسجد سلیمان) ناپاک کی گئی۔

آگے اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ

اس کے (بادشاہ منسی اسرائیلی) کے بچے بعل کے سامنے قربانی کے طور پر جلائے گئے اور اس کی رعیت کے لوگ جو اپنے اعتقاد میں پکے تھے اس کی بت پرستی میں جلد شامل ہو گئے" تاریخ بائبل ۲۶۹

تاریخ بائبل ہی میں ہے کہ آخذ نامی اسرائیلی بادشاہ کے زمانہ میں بھی دیکھا گیا کہ

بعل کے بت اور مذبح اور اونچے مقام جو بت پرستی کے لئے مخصوص تھے شاد ماں کے لئے کافی نہ تھے، لہذا اس نے نفرت انگیز حرکات پر یہ اضافہ کیا اور اپنے بچوں کو وادی ھنوم میں قربانی کے طور پر چڑھایا

اسی بعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جسے یہودی علانیہ پوج رہے تھے، کتاب سلاطین میں ہے

کہ ایلیاہ یعنی حضرت الیاس علیہ السلام یہودیوں میں مبعوث ہو کر فرمایا کرتے تھے

تم کب تک دو دو خیالوں میں ڈانواڈول رہو گے اگر خداوند خدا ہی خدا ہے تو اس کے پیرو ہو جاؤ، اور اگر بعل ہے تو اس کی پیروی کرو۔ سلاطین باب ۱۸

قرآن میں حضرت الیاس علیہ السلام کے مواعظ میں یہ فقرہ جو پایا جاتا ہے یعنی

اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین — کیا تم بعل کو پکارتے رہو گے اور احسن الخالقین کو چھوڑ دو گے۔

شاید کتاب سلاطین کے اسی فقرے کی یہ صحیح تعبیر ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہودی اپنی بغلوں میں تورات کو دبائے ہوئے اور اس کے دس احکام خصوصاً پہلا حکم "کہ میرے حضور غیر معبودوں کو نہ ماننا اور اپنے لئے تراشی ہوئی مورت نہ بنانا" اسی کا چرچا بھی کرتے رہتے تھے اپنے ان احکام پر ان کو ناز بھی تھا لیکن جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جب وہ چند دنوں کے لئے ان کو چھوڑ کر خدا کے پاس تورات لانے کے لئے گئے، اس قوم نے سونے کا بچھڑا بنا کر پوج ڈالا تھا اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی اسی طلائی بچھڑے کا قصہ ان کو یاد آیا، اور کس طرح یاد آیا جو سزا اس گناہ عظیم کے بدلہ میں ان کو بھگتنی پڑی تھی اسے تو بھول گئے اور سلیمان علیہ السلام کے بعد یربعام نامی بادشاہ ان پر جب حاکم ہوا تو سلاطین نامی کتاب میں ہے کہ

اس بادشاہ (یربعام) نے مشورت لے کر سونے کے دو بچھڑے بناتے اور لوگوں سے کہا کہ یروشلم جانا تمہاری طاقت سے باہر ہے

پس

اے اسرائیل! اپنے دیوتاؤں کو دیکھو جو تجھے ملک مصر سے نکال لائے۔ سلاطین ۱۲/۲۸

قرآن میں جو فرمایا گیا ہے کہ واشربوا فی قلوبھم العجل (اور پلادیا گیا ان کے دلوں میں بچھڑا)[1] گویا اس کا عملی ثبوت یہ بھی تھا،

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ کہئے، یا دل دوز یہ واقعہ ہے کہ تورات جیسی کتاب کو آسمانی کتاب ماننے والی قوم حماقتوں میں ترقی کرتے ہوئے اس نوبت تک بھی پہونچ چکی تھی کہ دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کا عقیدہ بھی ان میں پھیل گیا تھا کتاب سلاطین میں ہے کہ خداوند خدا نے دھمکی دیتے ہوئے بنی اسرائیل کو کہلا بھیجا کہ

"انھوں نے یہودیوں نے) مجھے ترک کیا اور صیدانیوں کی دیوی عستارات اور موابیوں کے دیوتا کموس اور بنی عمون کے دیوتا ملکوم کی پرستش کی ہے" $\frac{11}{33}$ سلاطین

بلیکی صاحب نے ملک بسن جو عوج بن عوق عملیقی کا ملک تھا اس کے ایک شہر عستارات قرنیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"یہ شہر عستارات یا عستاراتی دیوی کی پوجا کے لئے مشہور تھا جو چاند کی دیوی کہلاتی تھی" صفحہ ۱۴۳

---

[1] جیسا کہ لوگوں نے لکھا بھی ہے کہ العجل (بچھڑے) کا یہ عارضہ بنی اسرائیل اپنے ساتھ مصر سے لائے تھے جہاں کے معبودوں میں ایک بڑا اہم معبود سانڈ بھی تھا جسے مصری ایپس کہتے تھے جو خاص خاص علامتوں سے پہچانا جاتا تھا لیکن مصریوں میں یہ خیال کہاں سے آیا زرعی ملک ہونے کی وجہ سے سانڈ کو اگر پوجتے تھے۔ تو سانڈ کو جب تک بیل نہ بنایا جائے یعنی اس کے بیضوں کو کوفتہ نہ کر لیا جائے ہل میں مشکل ہی سے لگ سکتا ہے خدا جانے یہ قدیم العجل وہی بیل تھا یا کیا تھا۔ بہرحال زراعت والی توجیہ دل کو یوں نہیں لگتی، کہ سینکڑوں ممالک ایسے ہیں جہاں گھوڑوں سے وہی کام لیا جاتا ہے جو کام بیل انجام دیتے ہیں پھر چاہیے تھا کہ لوگ ان ممالک میں گھوڑوں کو پوجتے علاوہ اس کے بہتیرے ممالک ایسے ہیں جہاں بجائے نر کے مادہ گاؤ زیادہ احترام کی مستحق سمجھی جاتی ہے لیکن زراعت میں اس سے کام نہیں لیا جاتا، واللہ اعلم بالصواب شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہے کہ حاملان عرش میں ایک فرشتے کی شکل بیل کی ہے گویا اسی فرشتے کو لوگ سانڈ یا گائے وغیرہ کی شکل میں پوجتے ہیں یہ بھی ان ہی کا کشف ہے کہ جب سے بیلوں کی عبادت کا رواج دنیا میں ہوا ہے اس وقت سے اس فرشتہ کی صورت مغموم ہو گئی ہے۔

اب بھی کھنڈر کی شکل میں عستارات قرنیم کا یہ شہر فلسطین کے نواحی میں موجود ہے، بلیکی کا بیان ہے کہ ایک یورپین سیاح ڈاکٹر یو یرٹر کو اسی شہر کے کھنڈروں میں پتھر کا ترشا ہوا ایک سر ملا تھا جس کی شکل وصورت نوک پلک کو دیکھ کر یہ رائے قایم کی گئی کہ غالباً یہ وہی چاند کی دیوی کی مورت ہے۔[1]

بہرحال مصر سے واپسی اور فلسطین میں آباد وحکمراں ہونے کے بعد جب تک اسیری، جلاوطنی اور تقطیع (یعنی تتر بتر) ہونے کی مصیبت میں یہودی مبتلا نہ ہوئے تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد یا پنی ہمسایہ قوموں (فلسطی، فنیقی، ارامی وغیرہ) کی ریس میں علانیہ بت پرستی کے شکار ہوتے رہے اور قطعناهم فی الارض امما (اور تتر بتر کر دیا ہم نے یہودیوں کو زمین پر فرقے فرقے بنا کر) کے عذاب میں جب یہ گرفتار ہوئے تو یورپ کے مورخین کا خیال ہے کہ

"اس کے بعد پھر کسی زمانہ میں یہودیوں کی طرف سے بت پرستی کا میلان ظاہر نہ ہوا" تاریخ بائبل صفحہ

جس کی توجیہ کرتے ہوئے انھیں لوگوں نے لکھا ہے کہ

یہ تبدیلی یعنی بت پرستی کی طرف عدم میلان، کسی روحانی تازگی سے اس قدر وقوع میں نہیں آئی جس قدر فطری اسباب کے اثر سے واقع ہوئی۔

یہ فطری اسباب کیا تھے ان ہی لوگوں کا بیان ہے کہ

یہ (یعنی یہود) کسدیوں (بابل ونینوا والوں) کی بت پرستی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔

کیونکہ ان ہی کسدیوں کا بادشاہ بخت نصر اور اس کے بعد بھی اس علاقے کے متعدد سلاطین اور حکمرانوں نے یہودیوں کے ملک فلسطین کو برباد کیا قتل وغارت کے بعد جو یہودی زندہ باقی رہے تھے ان کو اوران کی دولت وثروت کو لوٹ کر کسدیوں کے حکمراں اپنے ملک میں لے گئے۔ اپنے وطن سے نکالے ہوئے ان قیدی یہودیوں کے ساتھ ان کے دشمنوں نے جو کچھ کیا تھا آج بھی اس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ان ہی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے اس توجیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ

---

[1] مگر بت پرستی کا طلسمی نظام بھی عجیب ہے بلیلی نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا مولد جس کا نام

(حاشیہ ملاحظہ ہو بر صفحہ آئندہ)

کیونکہ وہ (بت پرستی) ان کے (یہودیوں) کے لوٹنے اور برباد کرنے والوں کا مذہب تھا، اور یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ جلا وطن کئے جاتے ہیں اور جن کی قومی حیثیت باقی رہتی ہے وہ بڑے جوش و خروش سے اپنے قومی دستوروں کو قوم کے جلیل کارناموں کو یاد کرتے اور تعویذ جان بناتے ہیں" تاریخ بائبل ص۲۹۴

گویا یہودی ذہنیت اسی مشہور اردو شعر کی تابع ہو گئی کہ

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا اپنا مذہب چھوڑ کر
ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا

ان کی توحید کہنے یا مسلمانی ضد اور ہٹ دھرمی کی مسلمانی تھی

کھلم کھلا اصنام پرستی اور مورتی پوجا کے لحاظ سے مغربی مورخین کی یہ نکتہ نوازی ممکن ہے کہ درست

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اُر تھا، یہ چاند دیوتا کا قدیم نام تھا، اس شہر میں اسی چاند دیوتا کی چونکہ پرستش ہوتی تھی اس لئے اُر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بہرحال لکھا ہے کہ اُر میں چاند کی پوجا جب ہوتی تھی تو بجائے مادہ کے یہ نر دیوتا سمجھا جاتا تھا اور سورج پر اس کو برتری حاصل تھی، سورج کے متعلق خیال تھا کہ چاند کا فرزند ہے، یا کوئی مادہ دیوی ہے، مگر خدا جانے کیوں غریب چاند بجائے نر کے مادہ دیویوں میں شریک ہو کر عزیٰ لات کے نام سے کیسے مشہور ہوا کہتے ہیں کہ سومنات کا مندر بھی چاند ہی کا مندر تھا، ابن خلدون نے بھی لکھا ہے کہ چندر گرہن کے موقع پر سارے ہندوستان سے لوگ سومنات پہنچتے تھے

لہ حضرت تھانوی کے ملفوظات کا اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آیا، خود فرماتے تھے کسی شہر میں حضرت کی خدمت میں ایک صاحب نے اپنے نوجوان صاحبزادے کو یہ کہتے ہوئے پیش کیا کہ انگریزی پڑھتا ہے اور بے دینی کی باتیں کرتا ہے، حضرت نے پوچھا کہ کس کالج میں پڑھتا ہے۔ اطلاع دی گئی کہ اسلامیہ کالج کا طالب العلم ہے فرمایا کہ اسلامیہ کالج سے نام کٹوا کر اس کو کسی ایسے کالج میں شریک کرو جس میں ہر قوم کے بچے پڑھتے ہوں یہی کیا گیا دوسرے سال اسی شہر میں جب حضرت کی تشریف فرمائی ہوئی تو بڑی مسرت کے ساتھ وہی نوجوان لڑکا یہ کہتے ہوئے پیش کیا گیا کہ اب اس کی دینی حالت درست ہو گئی ہے۔ حضرت مسکرائے لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کارگر تدبیر کی بنیاد کیا تھی فرمایا کہ لڑکا مجھے کچھ ضدی سا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ضد میں بے دینی کی باتیں کرنے لگا لیکن جس کالج میں اب ہے وہاں صرف مسلمانوں سے مقابلہ نہ تھا خیال ہوا کہ شاید دین دار ہو جائے خیال صحیح ثابت ہوا آج کل انڈین یونین کے مسلمانوں کے متعلق شکوک و شبہات لوگ ظاہر کرتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ حب علی میں نہ سہی بغض معاویہ ہی کی وجہ سے یہ توقع ہے کہ خالص اسلامی آبادی سے اس ملک کے مسلمان اپنی مسلمانی پر زیادہ اصرار کریں گے ۱۲۔

ہو لیکن حضرت عزیر کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ تمام یہودیوں میں نہ سہی مگر معلوم ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے زمانہ میں عرب کے بعض یہودی فرقوں میں پایا جاتا تھا، اور جس قوم کو بعل وعستارات کی پوجا میں شرم نہ آئی۔ عزیر کو ابن اللہ کہنے سے اگر نہ شرمائی ہو تو کیوں تعجب کیجئے۔ ماسوا اس کے نصاریٰ نے جیسے اپنے رھبان کو اربابا من دون اللہ بنالیا تھا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود بھی اپنے احبار کے ساتھ کچھ اسی قسم کا تعلق رکھتے تھے صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ساتھ یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے کہ

اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد　　انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا

بہرحال یہ خیال کہ تورات کی پڑھنے والی اور ماننے والی قوم شرک یا بت پرستی میں کیسے مبتلا ہو سکتی ہے اس کی تردید کے لئے مذکورہ بالا شہادتیں کافی ہیں جو یہود کی کتابوں سے ماخوذ ہیں جنہیں عہد عتیق کے مقدس مجموعہ میں ہم پاتے ہیں۔ اور کتابی شہادتوں سے زیادہ آپ کے سامنے "زندہ گواہ کی شکل میں وہ امت خود کھڑی ہوئی ہے، جس نے قرآن کا پڑھنا ترک نہیں کیا ہے اور اس کو خدا ہی کی کتاب اب تک مانتی چلی جارہی ہے۔ لیکن بایں ہمہ کون کہہ سکتا ہے کہ صحاح کی مشہور حدیث

لتتبعن سنن الذین من قبلکم　　یعنی رسول اللہ نے فرمایا اے مسلمانو! تم ان لوگوں
شبراً بشبر و ذراعا بذراع　　کی پیروی کرکے رہوگے جو تم سے پہلے گذرے
　　ایک ایک بالشت ایک ایک ہاتھ۔

حتیٰ کہ فرمایا گیا کہ کسی سوراخ میں پہلے کے لوگ اگر داخل ہوئے ہیں تو تم بھی اس سوراخ میں گھسوگے، پوچھا گیا کہ ہم سے پہلے گذرنے والوں سے کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں فرمایا گیا کہ فمن ؟ یعنی تو اور کون ؟

کون کہہ سکتا ہے کہ زندگی کے کس شعبہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئی منطبق نہیں ہورہی ہے ؟ یہ سچ ہے کہ شاید بت تراشی اور صنم پرستی کی لعنت میں مسلمان اب تک مبتلا نہ ہوئے لیکن اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ان کے ہر ہر ملک اور علاقہ میں "استمدادی مراکز" کے

جو جال بچھے ہوئے ہیں، وہاں پہنچ کر جانے والے جو کچھ کرتے ہیں دوسروں سے زیادہ وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کا تاریخی فقرہ

مالکم من الله غیرہ — نہیں ہے تمہارا الٰہ (جس کی عبادت، مدد طلب کرتے ہوئے کی جائے) اللہ خالق کائنات کے سوا

جو اول سے آخر تک ہر ہر پیغمبر و رسول دینی کے پیغام کا سب سے پہلا اور لازمی رکن ہے یہ فقرہ کس حد تک ان مسلمانوں کے کرتوتوں سے متاثر ہوا ہے یا ہوتا رہتا ہے۔

غیب میں جانے والوں تک ثواب کے سوغات پہنچانے کا قرآن اگر صرف آلہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں سے ان کے پیدا کرنے والے نے اس کتاب میں کچھ مطالبہ بھی کیا ہے اور کچھ چیزوں سے روکا بھی ہے تو یہ ان کے سوچنے کی بات ہے کہ جن حدود پر رک جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ کیا ہم ان ہی حدود پر ٹھہرے ہوتے ہیں۔؟

بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیره — بلکہ آدمی اپنے نفس کا دیکھنے والا خود ہے اور گو عذر ہا کے پردے ہی کیوں نہ ڈالتا رہے۔

بہر حال گفتگو قوم یہود کے متعلق ہو رہی تھی جن منسر کانہ عوارض میں یہ قوم مختلف زمانوں میں مبتلا ہوتی رہی، یہ تو اس کی ایک اجمالی داستان تھی۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور ان کی کتاب تورات کو خدا کی پیغام تسلیم کرنے والی اس امت کے متعلق تاریخ کی ایک اور شہادت سنئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے تو ان کو ایک مذہب اور دین دیا تھا۔

اسی دین کا خلاصہ وہ دس احکام تھے جو تورات کے دس احکام کے نام سے مشہور ہوئے، ظاہر ہے نہ ان احکام میں اور نہ ان کے سوا جو دوسرے تفصیلات دین کے تھے کسی میں نہ تو اشراقی کمالات کے پیدا کرنے کی تدبیریں بتائی گئی تھیں اور نہ روحانی ہستیوں کو مسخر کرنے کے ذرائع کی طرف راہنمائی کی گئی تھی، نہ یہ بتایا گیا تھا کہ جو مر چکے ہیں ان کی روحوں سے تعلق قائم کر کے غیب کے بھیدوں

سے آگاہ ہونے کا کیا طریقہ ہے۔

لیکن قرآن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہود ہاروت وماروت نامی فرشتوں کے ساتھ ان شیاطین سے جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے۔ الغرض ملکوتی اور شیطانی دونوں قسم کی ہستیوں سے وہ تعلق قایم کرنے لگے، اور ان روحانی اعمال کو وہ سفلی وعلوی یا سفید وسیاہ دو حصوں میں تقسیم کر کے سمجھتے تھے کہ ان روحانی مشقوں سے ان میں یہ قدرت پیدا ہو جاتی ہے کہ

ایک نظر میں دشمن کو تقسیم کر کے رکھ دیا جا سکتا ہے یا دشمن ہڈیوں کا صرف خشک ڈھانچہ بن کر رہ جاتا ہے۔

اسی طرح خیال تھا کہ روح کی قوت کو ان اعمال اور مشقوں کے ذریعہ بیدار کر کے

"بیماروں کو اچھا کیا جا سکتا ہے" (دیکھو جوئش انسائکلو پیڈیا ج ۸)
لفظ "میجک"

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ

"یونانی اور رومی لوگ یہود کو جادوگر کہا کرتے تھے"

نیز لفظ "نیکرومنسی" "علم الارواح" کے نیچے اسی کتاب جوئش انسائکلو پیڈیا کی جلد ۹ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا یہ خیال بھی تھا کہ

ارواح سے تعلق پیدا کر کے غیب کے علوم دریافت کئے جا سکتے ہیں"

عہد عتیق کے مجموعہ میں سموئیل نامی کتاب بھی ہے، اس کے باب ۲۸ میں ایک دلچسپ قصہ اسی سلسلہ میں درج ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ساؤل (طالوت) کی جنگ فلسطی قوم سے چھڑنے والی تھی۔ فوجیں طرفین سے آکر ایک دوسرے کے روبرو جب ہوئیں۔ تو ساؤل ڈر گیا۔ اس نے چاہا کہ خوابوں کے ذریعہ اس جنگ کے انجام کو جانے لیکن کوئی خواب یا غیبی اشارہ اس کو نہ ملا تب اس نے ایک عورت سے جو ایک بھوت سے تعلق رکھتی تھی، تلاش کر کے یہ خواہش کی کہ سموئیل نبی جس نے یہودیوں کی بادشاہی کے لئے ساؤل (طالوت) کا انتخاب کیا تھا اور فلسطیوں کی اس پیش آنے والی جنگ کے زمانے میں سموئیل کا انتقال ہو چکا تھا، اسی سموئیل کی روح کو ساؤل نے کہا کہ وہ جوگن بلا سکے۔

لکھا ہے کہ جوگن پر جب وہ کیفیت طاری ہوئی جو بھوت بھرنے کے وقت ہوتی ہے تب ساؤل کے یہ پوچھنے پر کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے جوگن بولی ۔

"مجھے ایک دیوتا زمین سے اوپر آتے دکھائی دیتا ہے۔"

ساؤل نے پوچھا کہ شکل کیسی ہے ؟ جوگن نے کہا

"ایک بڈھا اوپر کو آرہا ہے اور جبہ پہنے ہے۔"

بیان کیا گیا ہے کہ یہ سننے کے ساتھ ہی ساؤل سمجھ گیا کہ سموئیل نبی کی روح آگئی۔ اور

"اس نے منہ کے بل گر کر زمین پر سجدہ کیا۔"

سموئیل کی روح نے لکھا ہے تب ساؤل سے کہا کہ

"تو نے کیوں مجھے بے چین کیا کہ مجھے اوپر بلوایا؟" باب ۲۸ سموئیل ۱

آگے ہے کہ ساؤل اپنا دکھڑا سموئیل کے آگے دہرانے لگا دونوں میں سوال و جواب کا طویل سلسلہ اس کے بعد ہے ۔ جس کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب اس قصہ کی اصل نوعیت کیا ہے ، اگر یہ ساؤل وہی طالوت ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہم پاتے ہیں تو ایسے مومن نبی کے انتخاب کردہ بادشاہ کے متعلق یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ بھتنے سے تعلق رکھنے والی جوگن سے مدد کا طالب ہوا ہو ، تاہم اس سے اس کا پتہ تو چلتا ہے کہ روحوں کے متعلق حاضرات کا عمل یہود جو کرتے تھے اور اس ذریعہ سے مرے ہوئے لوگوں کی حاضری کا دعویٰ جو کیا جاتا تھا ۔ اس کی نوعیت کیا تھی ۔

معلوم ہوتا ہے اس قسم کا کاروبار عورتیں بھی کرتی تھیں اور مرد بھی کرتے تھے، جدید عہدنامہ کی کتاب اعمال کے باب ۸ میں ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بعض حواری جب فلسطین کے شہر سامریہ میں پہنچے تو وہاں شمعون نامی ایک یہودی کو دیکھا ۔

"جو سامریہ کے لوگوں کو حیران رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ میں کوئی بڑا شخص ہوں۔"

لکھا ہے کہ اس کے روحانی کرشموں کو دیکھ دیکھ کر

چھوٹے بڑے تک سب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہتے تھے کہ یہ شخص خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں"۔

بہرحال موجودہ زمانہ میں جن کرشموں کو لوگ "سپرچولزم" یعنی روح اور روحانی قوتوں کی بیداری کا نتیجہ سمجھتے ہیں اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہود کی دلچسپیاں نام نہاد روحانیت کے اس قصے سے غیر معمولی طور پر قائم تھیں، وہ سمجھتے تھے کہ روح کی پوشیدہ قوتوں کو مجاہدہ اور ریاضت کی مشقوں سے ترقی کر کے اس حد تک پہنچا دیا جا سکتا ہے کہ غیب کی باتوں کے جاننے کی اور اپنی مرضی کے مطابق غیر معمولی تصرفات کی قدرت آدمی میں پیدا ہو جاتی ہے، اب آپ اپنے سامنے یہود کے مشرکانہ رجحانات اور نام نہاد روحانیت کے بلند بانگ دعووں کے متعلق مذکورہ بالا معلومات کو رکھئے اور اس کے بعد ان آیتوں پر غور کیجئے جو قرآن کے دسؔ احکام کے بعد سورۂ بنی اسرائیل میں پائی جاتی ہیں،

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بظاہر ان آیتوں کے خطاب کا رخ خاص قوم یہود کی طرف نہیں معلوم ہوتا، لیکن جو باتیں آپ کے علم میں لائی گئی ہیں کیا ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب بھی کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ان آیتوں کے خطابی دائرے سے یہود خارج ہیں؟

آپ دیکھ چکے کہ یہودی شرک کے بھی مرتکب ہوئے، شرک کی بدترین شکل بت پرستی تک کا رواج ان میں بار بار ہوتا رہا ہے۔ دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کی پرستش بھی اس قوم نے کی ہے۔

ایسی صورت میں قرآن کے احکام عشرہ کے بعد سب سے پہلے مشرکانہ ذہنیت کی تنقید جن الفاظ میں کی گئی ہے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ یہود کو اس ذہنیت سے پاک اور بری سمجھا جائے بلکہ شرک کی تنقیدی آیتوں کے ساتھ ہی آخر میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ:

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ	اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو تمہارے درمیان اور
وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے

حجابا مستورا — ہم ایک ایسا پردہ حائل کر دیتے ہیں جو مستور ہے (یعنی دکھائی نہیں دیتا)

مطلب جس کا یہی ہوا کہ قرآنی تعلیمات کو وہی قبول کر سکتے ہیں اور اپنی عملی زندگی کو قرآن کے عطا کردہ پروگرام کے مطابق وہی بنا سکتے ہیں۔ جن کے قلوب "الاخرۃ" کے یقین سے روشن ومنور ہوں ورنہ مرنے کے بعد آنے والی نتیجہ کی زندگی کا ایمان و یقین جس حد تک مضمحل ہوتا چلا جائے گا قرآنی پروگرام کی تعمیل کی صلاحیت بھی اسی نسبت سے گم ہوتی چلی جائے گی اور اسی کے بعد جو یہ ارشاد ہوا ہے۔

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا — اور جب تم قرآن میں تنہا اپنے رب (خالق کائنات) کا ذکر کرتے ہو، تو اپنی پیٹھوں پر وہ بھڑکتے ہوئے بھاگ گئے ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ الاخرت کے یقین و ایمان سے محرومی سب سے پہلے جس روگ میں آدمی کو مبتلا کر دیتی ہے، وہ یہی شرک کا خواب پریشاں ہے قرآن کے احکام عشرہ میں پہلا حکم چونکہ یہی تھا کہ "خالق عالم کے سوا کسی کو اپنا الٰہ نہ بنانا"۔ شاید اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دین کی جو جوہری روح ہے، ایمان بالاخرت سے خالی ہونے کے ساتھ وہی روح (توحید) آدمی سے نکل جاتی ہے، یہود چونکہ الاخرت کے عقیدے کو اپنے دین سے خارج کر چکے تھے تو گو ان کا نام بھی مذہبی اقوام کی فہرست میں باقی رہا، لیکن آپ دیکھ چکے کہ عملاً ان کی زندگی میں بجائے توحید کے شرک ہی کے عقیدہ کا اثر زیادہ نمایاں رہا۔

(باقی آئندہ)